

تزکیہ نفس میں روزہ کی اہمیت

تحریر: ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری حفظہ اللہ

اسلام کے لازوال محاسن میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس نے جسمانی و روحانی دونوں تقاضوں کی رعایت کی ہے، اور نفس انسانی کی تربیت و تزکیہ کا ایک جامع و موثر پروگرام پیش کیا ہے۔ اگر رمضان المبارک کے روزہ پر اس پہلو سے غور کیا جائے تو بہت سے اہم پہلو سامنے آئیں گے۔ ذیل میں ہم اسی عبادت کے بعض اہم پہلوؤں کی جانب اشارہ کرتے ہیں:

رمضان کی فضیلت

رمضان المبارک کی فضیلت و عظمت کے مختلف پہلو ہیں، جو لوگ شریعت کے احکام و آداب کی رعایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و رضا کیلئے اس مہینہ کا روزہ رکھتے ہیں، ان کی زندگی میں اس عبادت کے عمدہ آثار و نتائج ظاہر ہوتے ہیں، اور جو لوگ اس پہلو پر توجہ نہیں دے پاتے ان کی زندگی بھی اس عظیم عبادت سے متاثر ہوتی ہے، لیکن حلاوت و انبساط کی وہ فراوانی نہیں ہوتی جو پہلی قسم کے لوگوں کے یہاں ملتی ہے۔

اس مہینہ کی فضیلت کو سمجھنے کیلئے درج ذیل امور پر غور کرنا مفید ہوگا:

- ۱۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے جو پانچ ارکان مقرر فرمائے ہیں، ان میں ایک اہم اور موثر رکن بھی ماہ رمضان کا روزہ ہے، اس کی پابندی کے بغیر دین کی تکمیل نہ ہوگی، حدیث شریف میں جہاں اس عبادت کا بیان ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ عمارت کے قیام کیلئے ستون کی جواہریت ہے، وہ اس عبادت کو حاصل ہے۔
- ۲۔ اس مہینہ کو خیر و برکت کا مہینہ بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے کرم سے نیکی کی رغبت ہوتی ہے، اور اجر و ثواب دو چند ملتا ہے۔
- ۳۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہ بخشتا ہے، انہیں جہنم سے آزاد فرماتا ہے، اور شیطانوں کو بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں۔
- ۴۔ اس ماہ میں قرآن کریم کا نزول ہوا، اس کتاب کی فضیلت میں جو آیات کریمہ اور احادیث صحیحہ

وارد ہیں ان کو نظر میں رکھا جائے تو اسکی عظمت کا کچھ اندازہ ہوگا۔ یہ کلام الہی ہے، ہم اپنی ناقص عقل سے اس کے فضائل و محاسن کا پورا اندازہ نہیں کر سکتے، جو لوگ باری تعالیٰ کی ماہیت کو سمجھنے کی بات کرتے ہیں، شاید ان کے نزدیک اس کلام کے محاسن احاطہ علم میں آجائیں! لیکن سچ یہ ہے کہ ان محاسن کا کلی ادراک انسان کی استطاعت سے باہر ہے، اس کلام کی خوبیوں کے ادراک کی کوشش کو مستحسن کہا جاسکتا ہے، لیکن کنہ و حقیقت تک رسائی کا خیال غلط ہے۔ اس کلام کی عظمت و تاثیر کا اندازہ کرنے کیلئے ظہور اسلام کے وقت دنیا کی حالت پر نظر ڈالنا ضروری ہے، دنیا کس طرح مختلف قسم کی برائیوں میں مبتلا تھی، سابقہ آسمانی مذاہب کی تعلیمات کو لوگوں نے فراموش کر دیا تھا، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انسانیت کا جامہ اتار پھینکا تھا، اور جانوروں جیسی زندگی بسر کرتے تھے، اُس دور کے حالات پر مشتمل کتابوں میں اس کا نقشہ بیان کیا گیا ہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا، اور اس نے انسانی آبادی پر ایسا خوشگوار اثر ڈالا کہ آج تک اس کی حلاوت محسوس کی جا رہی ہے۔ اس کتاب نے علم و عمل دونوں حیثیتوں سے انقلاب برپا کر دیا، جن برائیوں کے خاتمہ کی بات سوچی نہیں جاسکتی تھی، اسے قرآن کے ایک حکم سے لوگوں نے ترک کر دیا، بلکہ معاشرہ سے انہیں مٹانے کیلئے سرگرم عمل ہو گئے۔ اسی کتاب کی تاثیر تھی کہ گوشہ گنہامی میں پڑی ہوئی عرب قوم دنیا کی معلم بن گئی، اور اس کی پیشوائی کا اثر تھا کہ دنیا کو علوم و فنون اور ایجادات و اختراعات کے میدان میں آگے بڑھنے کا حوصلہ ملا، لہذا جب رمضان کے مہینہ میں اس کتاب کے نزول کی بات کی جاتی ہے تو اس کی عظمت کے متنوع مظاہر کو ذہن میں تازہ کرنا ضروری ہے۔

۵۔ قرآن کریم میں جہاں رمضان کے روزہ کی فرضیت کا ذکر ہے، وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ روزہ امت مسلمہ سے پہلے کی امتوں پر بھی فرض تھا، اس توضیح سے علماء اسلام نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی ادائیگی سے بندہ بے نیاز نہیں ہو سکتا، اس سے بندگی کی شان ظاہر ہوتی ہے، اور بندہ کو عظیم ثواب ملتا ہے، اسی لئے تمام قوموں کو اس عبادت کا مکلف بنایا گیا تاکہ وہ اللہ کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کر سکیں، اور اس کی بارگاہ میں انہیں اجر و ثواب سے نوازا جاسکے۔

۶۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ بندہ کے عمل پر جو ثواب اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے وہ کم از کم دس گنا، اور زیادہ سے زیادہ سات سو گنا ہوتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا ایک مظہر ہے، اور رمضان کے روزہ کے سلسلہ میں اس کی شان کریمی نے اس حد بندی کو ختم کر دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: (الصوم لى،

وانسا اجزی بہ) ترجمہ: ”روزہ میرے لئے ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔“ علماء نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ روزہ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اپنی طرف منسوب کیا ہے، اس میں راز یہ ہے کہ اس عبادت میں ریاء کا شائبہ نہیں۔ اگر اللہ کی رضا مقصود نہ ہو تو بندہ تنہائی میں کھاپی سکتا ہے کیونکہ اسے کوئی دیکھتا نہیں، مگر اللہ کا خوف اور اس کی رضا کی طلب اسے تمام ممنوعہ کاموں سے باز رکھتی ہے، اخلاص کی اسی صفت کی وجہ سے روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے، اور اپنی طرف سے اسکی جزا دینے کا تذکرہ فرمایا ہے۔

روزہ اور اس کے ثواب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص فرمایا ہے، اس کی ایک وجہ علماء نے یہ بیان کی ہے کہ روزہ میں صبر کا بھر پور مظاہرہ ہوتا ہے، یعنی بندہ عبادت پر صبر کرتا ہے، حرام سے بچنے میں صبر کا سہارا لیتا ہے، بھوک، پیاس اور کمزوری کو برداشت کرتا ہے، اس طرح صبر کی تینوں قسمیں یہاں جمع ہو جاتی ہیں، اور سورۃ الزمر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

مذکورہ حکم کی توجیہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ روزہ بندہ کیلئے ڈھال ہے، اسے بیہودہ باتوں اور برے کاموں سے بچاتا ہے، اس لئے اس کا اجر خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے۔

تلاوت قرآن مجید

مومن کا قرآن سے تعلق کسی وقت یا مناسبت کا پابند نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ وہ ہمہ وقت اس نسخہ کیمیاء سے وابستہ اور اس کی رہنمائی کا حریص رہے، البتہ رمضان المبارک اس کے نزول کا موسم ہے، اس لئے اس مہینہ میں قرآن کے ساتھ بندہ کی وابستگی میں اضافہ ہو جانا چاہئے۔ سورۃ فاطر کی آیت ۲۹، ۳۰ میں قرآن کی تلاوت پر اجر کا وعدہ ہے۔ اسی طرح صحیح حدیثوں میں بھی تلاوت پر ثواب کا وعدہ ہے، کتاب اللہ کی تلاوت نبوت کے منصب میں داخل ہے۔ اسی لئے آئمہ دین، محدثین کرام اور علمائے اسلام کے حالات میں قرآن مجید سے شدید وابستگی کا پتہ چلتا ہے۔ وہ لوگ قرآن کریم کی تلاوت پر غیر معمولی توجہ دیتے تھے۔ اسی کے ساتھ اس کی تفسیر اور درس کا سلسلہ بھی برابر جاری تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی زندگی قرآن پر عمل سے آراستہ تھی اور یہی ان کی کامیابی کا راز تھا۔

قرآن کی تلاوت کو علماء نے دو قسموں میں تقسیم کیا ہے، ایک قسم کو لفظی تلاوت کہا جاتا ہے یعنی قرآن کو زبان سے پڑھنا، زبانی یاد کرنا بھی اسی تلاوت میں داخل ہے اور ان دونوں پر بہت زیادہ اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔ اس تلاوت سے برکت حاصل ہوتی ہے اور بندہ سکون و طمانیت سے بہرہ ور ہوتا ہے، رمضان کے مبارک مہینہ

میں اس پر توجہ ضروری ہے۔ خانگی ذمہ داریاں ادا کرنے کے بعد انسان کو تلاوت قرآن مجید ہی میں محور ہونا چاہئے۔ تلاوت کی دوسری قسم کو ”حکمی تلاوت“ سے جانا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن کی خبروں اور واقعات کی تصدیق کی جائے، اس کے احکام کو نافذ کیا جائے یعنی اس میں جو حکم ہے اس پر عمل کیا جائے اور جن کاموں سے روکا گیا ہے ان سے باز رہا جائے۔ تلاوت کی اس قسم کو علماء نے بہت اہمیت دی ہے، بلکہ اسی کو قرآن اتارنے کا بڑا مقصد بتایا ہے، سلف صالح کی زندگی میں ہمیں اسی کی جلوہ گری نظر آتی ہے، وہ لوگ قرآن کو سیکھتے اور اس کے احکام کو مکمل طور پر نافذ کرتے تھے، ابو عبد الرحمن سہلی کہتے ہیں کہ ہمیں قرآن پڑھانے والے اصحاب رسول (عثمان بن عفان اور عبد اللہ بن مسعود وغیرہ) کا بیان ہے کہ وہ لوگ جب نبی ﷺ سے دس آیتیں سیکھ لیتے تھے تو پھر ان کو اچھی طرح جاننے اور ان پر پوری طرح عمل کرنے سے پہلے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ اس طرح ہم نے قرآن کو علم و عمل دونوں اعتبار سے مکمل طور پر سیکھا۔

قرآن کریم پر غور و فکر اور اس کے احکام پر اخلاص کے ساتھ عمل کی ضرورت کا ذکر قرآن و حدیث میں مختلف مقامات پر موجود ہے۔ مسلم شریف کی ایک حدیث میں ایک بہت چھوٹا سا جملہ ہے کہ: (المقرآن حجة لک أو علیک) یعنی: ”قرآن تمہارے حق میں ہوگا، یا تمہارے خلاف ہوگا۔“ اگر بندے نے اس پر ایمان کے بعد اس کی تلاوت کی ہوگی، اور اس کے احکام پر عمل کیا ہوگا تو وہ خود بندہ کی شفاعت کرے گا، اور اگر اس سے اعراض کیا ہوگا تو وہ بندہ کے خلاف گواہی دے گا، اس لئے ہر مومن اور ہر روزہ دار کا فرض ہے کہ وہ قرآن کے احکام پر عمل کر کے اس کی شفاعت سے بہرہ ور ہو۔

روزہ کی حکمت

اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایک صفت ”حکیم“ ہے، یعنی اس کا ہر کام اور ہر فیصلہ بڑی حکمت و تدبیر کا ہوتا ہے، جن و انس کی اور کائنات کی تخلیق میں بھی حکمتیں مضمین ہیں، لیکن یہ ضروری نہیں کہ انسان ان کا احاطہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے جملہ عبادات و معاملات کا حکم اس لئے دیا ہے کہ انسان کی آزمائش ہو سکے، اور اس کے بعد اللہ کی اطاعت کرنے والے انسان کو ثواب دیا جائے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے کو سزا دی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے عبادات کی مختلف قسمیں مقرر کی ہیں، بعض عبادتیں انسان کے بدن سے متعلق ہیں جیسے نماز اور بعض کا تعلق مال خرچ کرنے سے ہے جیسے حج اور جہاد، اور بعض کا تعلق نفس کو خواہشات و محبوبات

سے روکنے سے ہے جیسے روزہ۔ ان متنوع عبادتوں کو اگر انسان ادا کرے، اللہ کی مرضی کو مقدم رکھے اور نفس کی خواہش پر قابو رکھے تو یہ اس کے کمال عبودیت و انقیاد کی دلیل ہے۔

روزہ جیسی اہم عبادت پر غور کیا جائے تو اس کی متعدد حکمتیں سامنے آتی ہیں جن کی وجہ سے روزہ کو اسلام کا ایک اہم رکن اور فرض عبادت قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ علمائے اسلام نے روزہ کی اولین حکمت تو یہی بتائی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے تقرب کا ذریعہ ہے، بندہ کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے تو اس کی عبودیت کا تقاضہ ہے کہ وہ اسے شوق و اخلاص کے ساتھ ادا کرے، اس حکمت کا درجہ دیگر تمام حکمتوں سے بڑھا ہوا ہے۔

۲۔ روزہ کی اہمیت یہ ہے کہ یہ تقویٰ کا سبب ہے، یعنی روزہ دار کو شریعت نے حکم دے رکھا ہے کہ اللہ کی اطاعت کے کام کرے، اور نافرمانیوں سے اجتناب کرے، اس حکم کی پابندی سے مومن کی زندگی میں سدھار پیدا ہو جاتا ہے، اور اسے برائیوں سے بچنے کی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔

۳۔ مومن پر جب کھانے پینے کا دباؤ نہیں رہتا تو دل میں نرمی و تواضع رہتی ہے، اور طبیعت اللہ کی عبادت کی جانب مائل رہتی ہے، لیکن جب پیٹ بھر اہوتا ہے اور خواہشات کی تکمیل ہوتی رہتی ہے تو عبادت کی طرف میلان نہیں ہوتا۔

۴۔ روزہ کی وجہ سے مالدار و آسودہ انسان کو اندازہ ہوتا ہے کہ بھوک پیاس کی شدت کیا ہوتی ہے؟ اور طبیعت پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے؟

۵۔ روزہ کے ذریعہ انسان کو نفس پر قابو رہتا ہے، اور اس کی زمام اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ یہ صرف انسان کو سیدھی راہ پر رکھنے کیلئے بڑی اہمیت رکھتا ہے، اگر روزہ کے بعد صحیح طور پر انسان کو نفس پر قابو حاصل ہو جائے تو اس کی زندگی اللہ کی اطاعت و رضا سے آراستہ ہو جائے، اور شریعت کا مقصود حاصل ہو جائے۔ نفس پر قابو ہونے کی وجہ ہی سے انسان برائیوں میں ملوث ہوتا ہے، اور اپنی ذمہ داریوں کو فراموش کر دیتا ہے۔

۶۔ روزہ روحانی امراض سے محفوظ رکھنے کے ساتھ ہی جسمانی بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے، اس کی تفصیل اطباء کے بیانات میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۷۔ رمضان المبارک سے متعلق ضروری احکام و آداب اور مفید مواعظ و نصائح کیلئے ملاحظہ ہو۔ علامہ الشیخ محمد بن صالح العثیمینؒ کی کتاب ’مجالس شہر رمضان‘، مطبوعہ وزارة الشؤون الاسلامیہ، الریاض ۱۴۱۹ھ۔
(بشکر یہ ماہنامہ ”محدث“ بنارس ہند)